Rampur State Gazette.

رامپور اسٹیٹ گزٹ

بحکم اعلیحضرت بندگان حضور پرنور دام اقبالہم و ملکہم

نمبر (۱۹) مطبوعہ روز شنبہ بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۵۸ھ مطابق ۶ مئی ۱۹۳۹ء جلد (۵)

حصّہ اول

احکام اجلاس ہمایون اعلیحضرت بندگان حضور پرنور دام اقبالہم و ملکہم

(مطبوعہ اسٹیٹ پریس رامپور)

احکام اجلاسِ ہمایوں اعلیٰحضرت بندگانِ حضور پُرنور دام اقبالہم و ملکہم

حکم: مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۹ء

بموجب رپورٹ۔ فائنانس ڈپارٹمنٹ کے ۶ و ۷ مئی ۱۹۳۹ء دو یوم کی تعطیل منظور کی جاتی ہے۔ کاغذات عالی مرتبت صاحب چیف منسٹر بہادر کے پاس مرسل ہوں۔

دستخط اعلیٰحضرت بندگان حضور پُرنور دام اقبالہم و ملکہم

اعلیٰحضرت بندگان حضور پُرنور دام اقبالہم و ملکہم

بغرض عرض   [illegible]

جناب عالی

عالی مرتبت صاحب فائنانس منسٹر بہادر نے تحریر کیا ہے کہ تیاری بجٹ کے سلسلہ میں افسران و اہلکاران فائنانس ڈپارٹمنٹ کو دماغی، اور اس تین ماہ کے زمانہ میں اکثر صبح سے شام تک پُر محنت کام انجام دینا پڑتا ہے۔ اور تعطیلات مندرجہ نقشہ سے بھی استفادہ کا موقع نہیں ملا۔ سلسلۂ تیاری بجٹ متواتر تین سال سے بصلۂ کارکردگی بجٹ دو روز کی تعطیل فائنانس ڈپارٹمنٹ کے لئے عطا ہوتی ہے۔ بجٹ ۱۹۳۹ء منظور ہو چکا ہے۔ حسب دستور سابق دو یوم ۶ و ۷ مئی کی تعطیل قابل منظوری ہے۔ ۳ و ۴ مئی کی تعطیل نقشہ ہے۔ ۵ مئی کو جمعہ ہے۔ اور ۸ مئی کو بھی تعطیل نقشہ کی ہے۔ اس طرح چند روز کی تعطیل ملازمان فائنانس ڈپارٹمنٹ کو مل جائے گی۔ تاکہ اگر کسی ملازم کو باہر جانا ہو تو اس کے باہر جانے میں سہولت رہے۔

کاغذ ذریعہ عرضداشت حضور انور میں پیش ہے۔

ترقی خواہ مستدعی ہے کہ پیشگاہ ہمایوں سے حکم منظوری عطائے تعطیل دو یوم بتاریخ ۶ و ۷ مئی ۱۹۳۹ء برائے فائنانس ڈپارٹمنٹ شرف نفاذ پائے۔

زیادہ حد ادب

آفتاب دولت و اقبال تاباں باد

ضمیمہ

ترقی خواہ دستخط عالی مرتبت صاحب چیف منسٹر بہادر

معروضہ ۲۰ اپریل ۱۹۳۹ء

پیشگاہ ہمایوں سے فائنانس ڈپارٹمنٹ کے لئے ۶ و ۷ مئی ۱۹۳۹ء دو یوم کی تعطیل منظور فرمائی گئی ہے۔ کاغذات عالی مرتبت صاحب فائنانس منسٹر بہادر کی خدمت میں مرسل ہوں

۲۹ اپریل ۱۹۳۹ء   دستخط صاحب سکریٹری کونسل۔

بموجب منظوری اجلاس ہمایوں سررشتہ ھذا سے احکام جاری ہوں۔ ۳۰ اپریل ۱۹۳۹ء

دستخط عالی مرتبت صاحب فائنانس منسٹر بہادر

روبکار:- مورخہ ۴ ر مئی ۱۹۳۹ء

دستخط اعلیٰ حضرت بندگان حضور پر نور دام اقبالہم و ملکہم

چونکہ اب گرمی زیادہ پڑنے لگی ہے۔ لہذا

ہم بدولت و اقبال بنظر ہاتحت نوازی ۱۶ ر مئی ۱۹۳۹ء سے

جملہ دفاتر کے اوقات بجائے دس بجے سے چار بجے تک کے

صبح سات بجے سے بارہ بجے تک تبدیل کئے جانے کا

حکم دیتے ہیں۔

اجلاس ہمایوں و اجلاس عالی مرتبت صاحب

چیف منسٹر بہادر کے اوقات بدستور دس بجے سے چار بجے

تک رہیں گے۔

حکم ہوا کہ

سررشتہ صدر سے احکام ضابطہ جاری ہوں۔

ایک نقل درج گزٹ ہو۔

تجویز اجلاس ہمایونِ اعلیحضرت بندگانِ عالی متعالی حضور پُرنور دام اقبالہم و ملکہم

تجویز:- ۱۹ اپریل ۱۹۳۹ء

بدیوا مدعاعلیہ سائل مع مولوی ناصر الدین وکیل بنام بوکن لال مدعی فریق ثانی معہ بابو سیتا رام وکیل۔

دادرسی بنا راضی تجویز عدالت العالیہ ہائیکورٹ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۳۹ء دعوی زر قرضہ تعدادی مبلغ مالعہ

واقعات جن سے دادرسی ہذا ظہور پذیر ہوئی ہے مختصراً یہ ہیں کہ مدعی نے ایک نالش عدالت ایڈیشنل سول جج میں (بصیغہ خفیفہ) مدعاعلیہ پر بربنائے رقعہ درسید بشمولہ نشان انگشت مدعاعلیہ بابت دلائے جانے مبلغ ستر روپیہ اصل و ستر روپیہ سود جملہ مبلغ ایک سو چالیس روپیہ دائر کی۔ مدعاعلیہ نے یہ جواب دہی کی کہ دعوی مدعی جھوٹا ہے۔ مدعاعلیہ نے کوئی روپیہ قرض نہیں لیا نہ کوئی رقعہ درسید تحریر کی البتہ مدعی نے اس سے یہ کہہ کر سادے کاغذ پر انگوٹھے لگوائے تھے کہ تم مسماۃ جھنیا پر گواہی دینا جب مدعاعلیہ نے گواہی دینے سے انکار کر دیا تو مدعی نے وہ انگوٹھے والے کاغذ واپس نہیں کئے

عدالت ایڈیشنل سول جج نے یہ تجویز کرتے ہوئے کہ چونکہ اس امر کا بار ثبوت مدعی پر ہے کہ مدعاعلیہ نے کاغذات متنازعہ نالش کی تحریر و تکمیل کی ہے اور یہ امر مدعی کی شہادت سے ثابت نہیں ہے دعوی مدعی خارج کیا۔ مدعی نے ہائیکورٹ میں نگرانی دائر کی۔ ہائیکورٹ نے مدعی کے پیش کردہ رقعہ درسید متنازعہ نالش کو اس بنا پر صحیح مانا کہ بار ثبوت اس امر کا مدعاعلیہ کے ذمہ تھا کہ وہ ثابت کرتا کہ رقعہ درسید فرضی تھے تجویز عدالت ماتحت منسوخ کر کے دعوی مدعی بقدر مبلغ ایک سو چالیس روپیہ زراصل و سود معہ خرچہ بمقابلہ مدعاعلیہ ڈگری کیا مدعاعلیہ نے اس تجویز و ڈگری کی ناراضی سے اجلاس ہمایوں میں دادرسی پیش کی ہے ہم نے بحث وکلاء فریقین سماعت کی۔

تجاویز عدالت ابتدائی و ہائیکورٹ اور شہادت فریقین کو بغور ملاحظہ کیا۔ ہائیکورٹ کی تجویز کے ملاحظہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے معاملہ نزاعی کی اصلی نوعیت پر غور نہیں کیا اور قانونی نظریہ جو اس مقدمہ سے تعلق ہے اس کے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ نظیر آل انڈیا رپورٹر الہ آباد ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۶۴ جس کا حوالہ ہائیکورٹ نے اپنی تجویز میں دیا ہے اور جس سے وہ اپنی تجویز صادر کرنے میں متاثر ہوئی ہے وہ صحیح معنوں میں اس مقدمہ کے حالات و واقعات سے متعلق نہیں ہوتی حقیقتاً اس مقدمہ میں بار ثبوت دو امور کا ہے۔

اولاً تحریر و تکمیل رقعہ درسید۔ دوم ادائگی زراصل امر اول کے بار ثبوت کی نسبت یہ مسلمہ قانون ہے کہ

اگر مدعا علیہ کی یہ جوابدہی ہو کہ اس نے سادے کاغذ پر دستخط یا نشان انگشت ثبت کر دیا تھا تو اسکی تحریر و تکمیل کا بار ثبوت ذمہ مدعی ہے اس لئے کہ تحریر و تکمیل دستاویز سے قانوناً مراد یہ ہے کہ منفذ دستاویز نے تحریر دستاویز کو پڑھنے اور سمجھنے کے بعد دستخط یا نشان انگوٹھا ثبت کیا ہو بغیر تحریر کے پڑھے اور سمجھے بھی سادے کاغذ پر دستخط یا نشان انگوٹھا ثبت کرنے سے دستاویز کی تحریر و تکمیل ثابت نہیں ہوتی اور اس مسئلہ پر برٹش انڈیا کے جملہ ہائیکورٹ متفق ہیں (ملاحظہ ہوں آل انڈیا رپورٹر الٰہ آباد ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۰۴ کالم ۲ و آل انڈیا رپورٹر لاہور ۱۹۳۳ء صفحہ ۲۹۳ کالم ۲) دوسرا بار ثبوت زر بدل متنازعہ کے متعلق ہے اوس کے متعلق یہ قانون ہے کہ اگر منفذ دستاویز نے تحریر و تکمیل دستاویز کو تسلیم کیا ہو تو تحت دفعہ ۱۱۸ ضمن (الف) قانون دستاویزات مستبدل قیاس قانونی یہ ہوگا کہ وہ دستاویز بامعاوضہ تحریر کی گئی تھی (ملاحظہ ہو آل انڈیا رپورٹر الٰہ آباد ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۵۴) ایسی صورت میں جبکہ دستاویز کی تحریر و تکمیل ہی ثابت نہ ہوئی ہو تو زر بدل کی ادائیگی کا سوال ہی پیش نہیں آتا۔ آل انڈیا رپورٹر الٰہ آباد ۱۹۳۲ء صفحہ ۱۶۴ جس نظیر پر کہ ہائیکورٹ نے اپنی تجویز کا انحصار کیا ہے وہ الٰہ آباد ہائیکورٹ کے سنگل جج کی ہے اس نظیر میں آل انڈیا رپورٹر الٰہ آباد ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۰۴ کالم ۲ کا جو کہ دو ججوں کی کی ہے کوئی حوالہ نہیں دیا گیا ہے۔ جب سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل جج نے اس نظیر سے اختلاف نہیں کیا ہے ۱۹۳۲ء کی نظیر کے واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ فاضل جج نے مدعی کی پیش کردہ شہادت سے دستاویز کا ثابت ہونا مانا ہے۔ اور اس شہادت پر تبصرہ کیا ہے۔ ایسی صورت میں کہ دستاویز مدعا علیہ کی تسلیم یا مدعی کی شہادت سے ثابت ہو جائے تو اس وقت ضرور زر بدل دستاویز کا قیاس قانونی تحت دفعہ ۱۱۸ ضمن (الف) قانون دستاویزات مستبدل موافق مدعی ہوگا لیکن اس مقدمہ میں جبکہ دستاویز شہادت مدعی سے ثابت نہ ہو سکی اور مدعا علیہ نے اسکی تحریر و تکمیل سے انکار کیا تو ایسی صورت میں زر بدل کے قیاس قانونی سے مدعی کو کوئی فائدہ نہیں دیا جا سکتا علاوہ ازیں جبکہ عدالت نے مقدمہ کی کل شہادت پر غور کرتے ہوئے کوئی نتیجہ نکالا ہو اور اس بنا پر تجویز صادر کی ہو تو یہ تجویز تحت دفعہ ۱۱۸ ضمن (الف) مذکور قیاس قانونی پر مبنی نہ ہوگی بلکہ شہادت مسل پر اور ایسی تجویز قابل قبول اور صحیح ہوگی یہی صورت اس مقدمہ میں ہوئی ہے کہ عدالت ابتدائی نے مدعی کی شہادت پر تبصرہ و نکتہ چینی کرنے کے بعد اوس کو نہیں مانا ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ تحریر و تکمیل دستاویز مدعی کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتی کیونکہ مدعی کے گواہان کے بیانات میں اہم اختلافات ہیں۔ عدالت ابتدائی نے مدعا علیہ کی شہادت پر بھی یقین نہیں کیا ہے لہذا ایسی صورت میں جبکہ مدعا علیہ نے تحریر و تکمیل دستاویز سے انکار کیا ہو تو قانوناً بار ثبوت مدعی کے ذمہ تھا۔ کہ وہ اس کو ثابت کرے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے مدعی و مدعا علیہ کی شہادت

کی کمزوری سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا ہماری اس رائے کی تائید نظیر مندرجہ آل انڈیا رپورٹر اودھ بابت ۱۹۲۵ء صفحہ ۵۰۹ سے ہوتی ہے۔

ہائیکورٹ نے یہ تجویز کیا کہ جب کہ مدعا علیہ نے یہ تسلیم کر لیا کہ اس نے مدعی کے دو کاغذوں پر اپنے انگوٹھے کے نشانات لگائے تھے۔ تو پھر مدعی کو مزید شہادت سماعت کرانیکی ضرورت ہی نہ تھی ہم کو ہائیکورٹ کی اس تجویز سے اتفاق نہیں ہے اس لئے کہ مدعا علیہ کا یہ تسلیم کرنا کہ اس نے سادے کاغذ پر نشان انگشت ثبت کئے تھے اس سے رقعہ و رسید کی تحریر و تکمیل ثابت نہیں ہوتی اور مدعی دستاویز کے ثابت کرنے سے سبکدوش نہیں ہوتا۔ بوجوہات بالا ہماری رائے میں رقعہ و رسید کے ثابت کرنے اور زر بدل کے ادا کرنے کا بار ثبوت ذمہ مدعی تھا جس سے وہ قاصر رہا۔

ہائیکورٹ نے اپنی تجویز میں مدعی کے پیش کردہ بہی کھاتہ کے اندراج کے متعلق کافی قانونی بحث کی ہے ہماری رائے میں یہ کل بحث بے محل ہے خیال یہ ہوتا ہے کہ ہائیکورٹ کو یہ مغالطہ ہوا کہ ان بہی کھاتوں میں رقم متنازعہ کے لین دین کا اندراج ثابت کیا گیا ہے۔ حالانکہ مسل کے ملاحظہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس رقم کا اندراج پیش کردہ بہی کھاتوں سے ثابت نہیں کرایا گیا اس اندراج بہی کھاتہ کا کوئی ترجمہ مسل میں داخل نہیں ہے اسلئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اندراج ہے بھی یا نہیں۔

لہذا ایسے کاغذات پر استدلال کرنا جو شہادت میں شامل نہ ہو خلاف قانون ہے ہائیکورٹ نے اس بہی کھاتہ پر استدلال کرنے میں قانونی غلطی کی ہے۔ وکیل مدعی نے اپنی بحث میں ظاہر کیا کہ چونکہ بہی کھاتہ کی بناء پر نالش نہیں کیگئی ہے اس لئے بہی کھاتہ کا ترجمہ منجانب مدعی داخل نہیں کرایا گیا محض مدعا علیہ کے طلب کرانے پر داخل کیا گیا ہے اس امر سے وکیل مدعی کو اتفاق ہے کہ بہی کھاتہ شہادت میں نہیں پڑھا جا سکتا کیونکہ وہ ثابت نہیں کرایا گیا۔ وکیل مدعی نے اس بات پر بھی زور دیا کہ بار ثبوت کے سوال کو علیحدہ کرتے ہوئے مدعی نے اپنی شہادت سے بھی رقعہ اور رسید کو ثابت کرایا ہے اگرچہ عدالت ابتدائی نے شہادت پیش کردہ مدعی کو باور نہیں کیا اور دستاویز کا ثابت ہونا نہیں مانا لیکن ہائیکورٹ نے مدعی کی پیش کردہ شہادت کو باور کیا اور رقعہ کا اس شہادت سے ثابت ہو جانا مانا۔ ہائیکورٹ کی تجویز سے صاف ظاہر ہے کہ اس نے اپنی تجویز میں شہادت کے غلط اور صحیح ہونے پر کوئی تبصرہ نہیں کیا بلکہ بربنائے تسلیم مدعا علیہ مدعی کا مزید شہادت پیش کرنا ہی غیر ضروری خیال کیا۔ ایسی صورت میں ہم عدالت ابتدائی کی واقعاتی تجویز کو صحیح خیال کرتے ہیں جن اعتراضات کی بناء پر عدالت ابتدائی نے شہادت کو نہیں مانا ہے وہ صحیح معلوم ہوتے ہیں مدعی کی شہادت میں کافی اختلافات ہیں یہانتک کہ رسید کے

گواہان حاشیہ جن کے رو برو لین دین ہوا
پیش نہیں کئے گئے۔ آخر میں ہمیں افسوس
کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وکلاء فریقین کسی
مسئلہ قانونی کے متعلق کل متعلقہ قانون ونظائر
پیش نہیں کرتے تجویز ہائیکورٹ صرف ایک غیر متعلق
نظیر پر مبنی ہے اگر ہائیکورٹ کے سامنے وہ جملہ
نظائر جو اوپر تحریر کیگئیں پیش ہوتیں تو بہت ممکن
تھا کہ ہائیکورٹ موجودہ تجویز صادر نہ کرتی

بربنا وجوہ مندرجہ بالا

حکم ہوا کہ

دادرسی ہذا منظور ہو کر تجویز عدالت العالیہ
ہائیکورٹ منسوخ ہو۔ اور تجویز عدالت ابتدائی
بحال رہے خرچہ اجلاس ہذا و عدالت ہائے ماتحت
غالب بذمہ مغلوب عائد ہو۔

دستخط اعلیٰحضرت بندگان حضور پرنور دام اقبالہم وملکہم